سوال

(169)کیا رکوع میں شامل ہونے سے رکعت کو شامل کیا جائے گا؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل حدیثوں کا خیال ہے کہ فرض نماز میں جبکہ امام رکوع میں ہو، اس وقت جماعت میں شامل ہونے پر وہ رکعت نہیں ہوگی اور یہ بات فتاویٰ نذیریہ وغیرہ میں بھی ہے اوران کی بنیاد اس حدیث پر ہے کہ جو شخص امام کو حالت رکوع میں پاوے وہ امام سے ساتھ شامل ہوجائے اور رکعت کو لوٹائے (یہ روایت عون المعبود3 145 146پر ہے) لیکن ''صحیفہ اہل حدیث کراچی، 23، نومبر1953ء کے صفحہ نمبر21 پر مولانا عبدالقادر صاحب حصاری تحریر کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث رسول ﷺ کا قول نہیں ہے۔ اوراس کے خلاف بیہقی میں ابوہریرہ کی حدیث سے رکعت ہوجانے کا ثبوت دیتے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں صحیح حدیث کون ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بے شک یہ حدیث ''جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے وہ رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوجائے اور رکعت کو لوٹائے ۔،، رسول اللہﷺ کا قول یعنی: حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ ابوہریرہ کاقول اورفتویٰ ہے۔ لیکن جو علماء مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بناء اس موقوف حدیث پر نہیں ہے۔ ان کی اصل دلیل یہ ہے کہ: قیام جو محل قراۃ ہے، نماز کا رکن ہے اوراس کی رکنیت قرآن، حدیث، اجماع اور تعامل امت سے ثابت ہے، اوراسی طرح قراۃ فاتحہ نماز کا دوسرا رکن ہے جس کی رکنیت وفرضیت احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ مدرک رکوع سے یہ دونوں رکن فوت ہوجاتے ہیں اور کسی صحیح حدیث یا حسن غیر معلول صریح مرفوع حدیث سے مدرک رکوع کا استثناء اور تخصیص اوران دونوں رکنوں کا اس سے اسقاط ثابت نہیں ۔ جو حدیثیں اس مقصد سے پیش کی جاتی ہیں ان میں اگر کوئی سنداً صحیح ہے جیسے حدیث ابوبکر ، تو وہ اس مضمون میں صریح نہیں بلکہ اس کا احتمال بھی نہیں رکھتی کما حققہ البخاری فی جزء القراءۃ اورجو بظاہر صریح معلوم ہوتی ہیں صحیح بلکہ حسن بھی نہیں ہیں۔ ضعیف اورناقابل احتجاج ہیں۔ مثلاً یہ حدیث (الجرح والتعدیل 9 155) عن أبي هريرة قال: قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: إذا جئتم إلى الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا، ومن أدرك الركعة فقد أدرك الصلوة،، (ابوداؤد 1/553(12893)، مستدرک 1/276، بیہقی 2/88).

اولاً: یہ حدیث قائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعا پر صریح نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث صحیح تو درکنار حسن بھی نہیں

اگرچہ امام ابوداؤد اورحافظ منذری نے اس پر سکوت کیا ہے اورحاکم اورذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے، اس کے راوی یحیی ابی سلیمان کو جن پر اس حدیث کا مدار ہے امام بخاری

نے منکرالحدیث کہا ہے ''وقال البخاری : کل من قلت فیہ منکرالحدیث لاتحتج بہ ،وفی لفظ : لاتحل الروایۃ عنہ ،، (فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث للسخاوي 1/773) کیا فرماتے ہیں : وہ بزرگ جوامیرانہ یا آمرآنہ شان سے فرمادیا کرتے ہیں ''القول ماقال البخاری ،، ونیز ابوحاتم نے یحیی مذکور کو ''مضطرب الحدیث ،، لیس بالقوی ،، کہا ہے اور امام بیہقی نے ان کے بارے میں ''لیس بالقوی ،، لکھا ہے (کتاب معرفۃ السنن) ۔

حاکم اور ذہبی نے مستدرک مع التلخیص 1 216 میں ان کی توثیق کی ہے مگر 1 276 میں ان کے بارے میں صرف یہ لکھا ہے : ''لم یذکر بجرح ،، ان کے اس دوسرے کلام سے معلوم ہوا کہ ان کو یحی مذکور کے بارے میں کسی امام کی جرح کا علم نہیں تھا محض اس بناء پر ان کو ثقہ کہہ دیا ہے ۔ اس کی تائید ابن خزیمہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے : '' لاأعرف یحی بن ابی سلیمان بعدالۃ ولاجرح ،، (تہذیب التھذیب 228/11) ،ابن خزیمہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ ان کو یحیی بن ابی سلیمان کی بابت عدالت وجرح کا علم نہیں تھا۔ اسی طرح حاکم کو بھی ان کے متعلق کسی امام کی تعدیل وتجریح کا علم نہیں تھا، اس بناء پران کو ثقہ کہہ دیا ۔ حالاں کہ ایسا راوی مستوراور مجہول الحال کہلاتا ہے جس کی روایت عندالجمہور مردود ہوتی ہے ۔ اورامام الحرمین کے نزدیک متوقف فیہ (شرح نخبۃ ص :49) اور امام ابوحنیفہ وابن حبان کے نزدیک مقبول والحق مع الجمہور ۔ ابن خزیمہ کے شاگرد ابن حبان نے یحیی بن ابی سلیمان کو ثقات میں صرف اس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ استاد کی طرح ان کو بھی یحیی کی بابت کسی امام کی جرح وتعدیل کا علم نہیں ہوا ۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ راوی باصطلاح ابن حبان ثقہ ہوا اور جمہور محدثین کے نزدیک مستورو مجہول الحال ہوا جس کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے ۔ سخاوی لکھتے ہیں : ''قال الحافظ ابن حجر : وإذا لم یکن فی الراوي جرحٌ ولا تعدیلٌ ، وکانَ کلُّ مِن شیخِہ ، والراوي عنہُ ثقۃً ، ولم یأتِ بحدیثٍ منکرٍ ، فھو عندہُ ثقۃٌ وفی کتابِہِ " الثقاتِ کثیرٌ ممنْ ہذہ حالہُ ، ولأجلِ ہذا ربما اعترضَ علیہِ فی جعلہم ثقاتٍ من لم یعرفْ اصطلاحہ ولا اعتراضَ علیہ فإنّہ لایشاحّ علیہ فی ذلکَ ،، (شرح ألفیہ 36/1) اور لکھتے ہیں : ''ذھب ابن خزیمۃ إلی أن جہالۃ العین ترتفع بروایۃ واحد مشہور ، وإلیہ یومی قول تلمیذہ ابن حبان : العدل من لم یعرف فیہ الجرح ، وإذا التجریح ضد التعدیل ، فمن لم یجرح فھو عدل حتی یتبین جرحہ ، إذلم یکلف الناس ماغاب عنہم ، وقال فی ضابطۃ الحدیث الذی یحتج بہ ما محصلہ ، أنہ ہوالذی یعری روایہ من ان یکون مجروحا أو فوقہ مجروح أو دونہ مجروح ، أو کان سندہ مرسلا أو منقطعا أو کان المتن منکرا ، فھو مشعر بعدالۃ من لم یجرہ ممن لم یروعنہ إلا واحد ، ویتاید بقولہ فی ثقاتہ أیوب الأنصاری عن سعید بن جبیر وعنہ مہدی بن میمون لاأدری من ہوولاابن من ہو؟ فإن ہذا منہ یؤیدأنہ یذکرفی الثقات کل مجہول روی عنہ ثقۃ ولم یجرح ، ولم یکن الحدیث الذی یرویہ منکرا ،، انتہی (شرح الفیہ 317/1) دیکھیے ایوب انصاری کو باوجود مستوراور مجہول الحال ہونے کے ابن حبان نے ثقات میں محض اس وجہ سے ذکر کردیا کہ ان پرکسی نے جرح نہیں کی ہے ۔ اسی طرح انہوں نے اپنی 'کتاب الثقات ،، میں بہت سے مستورراویوں کوذکر کردیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک عدم جرح نہیں کی ہے ان کے عدل وثقہ ہونے کی خلاف لما ذھب الیہ الجمہور۔ اسی طرح یہاں بھی انہوں نے یحی ین ابی سلیمان کو محض اس بناء پرثقات میں ذکرکیا ہے کہ ان کو یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہیں ہوسکا، جیساکہ حاکم کواس کا علم نہیں ہوااورانہوں نے ان کی توثیق کردی اور حدیث کو صحیح کہہ دیا ۔

بہرحال ابن حبان کاکسی مستورراوی کا ثقات میں ذکرکرنااس امرکی دلیل نہیں ہوسکتا کہ وہ عندالجمہور بھی ثقہ ہے ۔ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حدیث مذکورہ کی حاکم نے تصحیح کی ہے تواس تصحیح کا مبنیٰ کیا ہے ؟ لہذاان کی تصحیح مذکورقابل اعتماد نہیں ۔ رہ گئی ذہبی کی موافقت تواس کا مبنیٰ بھی حاکم کا وہی قول ''لم یذکر بجرح ،، ہے ۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت کا حکم مخدوش ہے اسی لیے ابن خزیمہ اس حدیث کوروایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں . ''وفی القلب شئَ من ہذا الإسناد ، فإنی لاأعرف یحیی بن أبی سلیمان بعدالۃ ولاجرح ، وإنما خرجت خبرہ لأنہ لم یختلف فیہ العلماء ،،) تہذیب التھذیب 11/228) ، یہ ساری بحث اس وقت ہے جبکہ یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہ ہو، لیکن یہاں توامام بخاری، امام ابوحاتم ، امام بیہقی کی جرحین موجود ہیں ،جن کے مقابلے میں متساہلین کی تصحیح وتوثیق جس کا مبنیٰ بھی بالکل کمزور ہے کوئی وزن نہیں رکھتی ۔ رہ گیا امام ابوداؤد اور حافظ منذری کا سکوت ، تویہ دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا، بالخصوص ایسی حالت میں کہ وہ دونوں بعض ایسی حدیثوں پر سکوت کرجاتے ہیں جن میں مجہول راوی ہوتا ہے یاجن کی سند منقطع ہوتی ہے ۔ امام بیہقی کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہی ہے چنانچہ اس کے روایت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں جوقائلین رکعت مدرک رکوع کی صریح دلیل ہے یہ فرماتے ہیں : ''وقد روی باسناد آخر أضعف من ذلک عن أبی ہریرۃ ،، (2/89) . یعنی : حدیث مذکور ضعیف ہے اس سے ضعیف ترحدیث ذیل ہے :

(2) ''عن أبی ہریرۃ مرفوعا : من أدرک رکعۃ من الصلوۃ فقد أدرکہا قبل أن یقیم الإمام صلبہ ،، (ابن خزیمۃ : 1595) 45/3، دار قطنی 1/347 بیہقی 1/89).

اس حدیث کاقائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعامیں صریح ہونا موقوف ہے اس امر پر کہ ''قبل أن یقیم الامام صلبہ ،، اس میں محفوظ غیر مدرج ہولیکن اس کے محفوظ ہونے میں سخت کلام ہے ۔

اس لفظ کے زیادہ کرنے میں یحیی بن حمید متفرد ہیں اور مجہول الحال غیر معتمد فی الحدیث اور ان کی حدیث غیر صحیح بہ ہے (جزالقراءۃ للبخاری) دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے، عقیلی نے ان کو ضعفاء میں ذکرکیا ہے۔ (لسان 6 250) اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں اس لیے ذکر کردیا ہے کہ وہ مستور ہیں اور ان کے ثقات میں ذکر کرنے سے عندالجمہور وہ ثقہ نہیں ہوگئے ۔ بہر حال مجہول ہی ہے جن کی روایت مردود یا متوقف فیہ ہوگی ، نیز اس کی سند میں قرۃ بن عبدالرحمن ہیں جو متکلم فیہ ہیں ''قبل اَن یقیم الامام صلبہ ،، کی مدرج ہونے کا ایک یہ قرینہ ہے کہ وہ بے محل مذکور ہے اس کا مناسب محل ''فقد ادرکہا ،، سے پہلے ہے کما لایخفی ۔ عقیلی کہتے ہیں ''قد رواہ مالک وغیرہ من حفاظ اصحاب الزہری ، ولم یذکروا الزیادۃ الأخیرۃ ولعلہا کلام الزہری ،، (لسان 250/6).

(3) ''عن عبدالعزیز بن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إذا جئتم والامام راکع فارکعوا وإن کان ساجدا فاسجدوا ولا تعتدوا بالسجود، إذا لم یکن معہ الرکوع ،، (بیہقی 2/89).

یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''عَن عَبدِالعَزِیزِ بنِ رُفَیعٍ، عَن شَیخٍ مِنَ الأَنصَارِ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فَسَمِعَ خَفقَ نَعلَیهِ فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ : "أَیُّکُم دَخَلَ ؟ "قَالَ الرَّجُلُ : أَنَا یَا رَسُولَ اللہِ، قَالَ : "وَکَیفَ وَجَدتَنَا ؟ "قَالَ : سُجُودًا فَسَجَدتُ قَالَ : "ہٰکَذَا فَافعَلُوا إِذَا وَجَدتُمُونَا قِیَامًا أَو رُکَّعًا أَو سَاجِدًا أَو جُلَّاسًا فَافعَلُوا کَمَا تَجِدُونَہُ وَلَا تَعتَدُّوا بِالسَّجدَۃِ إِذَا لَم تُدرِکُوا الرَّکعَۃَ ،، (بیہقی 2/216) یہ حدیث کسی طریق سے قابل اعتماد نہیں ہے ، اس لیے کہ رجل یا شیخ انصاری مجہول ہیں کسی طریق میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس رجل یا شیخ کے صحابی ہونے پر یا اس کے اس واقعہ میں موجود ہینے پر دلالت کرتا ہو، محض انصار کا لفظ صحابیت کی دلیل نہیں ہے ۔ لہذا اس کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق احتجاج نہیں رہی ۔

(4) ''عن عبدالرحمن بن عوف مرفوعاً : من أدرک السجود فلیسجد ولا یعتد بہ ، ومن أدرک الرکعۃ فلیرکع ولیحسب بہا ، أخرجہ الخطیب فی المتفق والمفترق ،، (کنزالعمال 137/4) اس حدیث کی سند کا حال معلوم نہیں ، اس لیے یہ معرض احتجاج واستدلال یا معرض اعتبار واستشہاد میں نہیں پش کی جاسکتی ۔ سوال کا جواب مختصر عرض کردیا گیا ۔ تفصیل پھر کبھی کی جائے گی ۔ (مصباح بستی اکتوبر 1954ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 261

محدث فتویٰ